عظیم کتب خانے کے علاوہ مشہور لائبریریوں کی کوئی جدید یا قدیم مطبوعہ یا قلمی کتاب مشکل ہی سے ایسی نکلے گی، جو ان کے مطالعے سے نہ گزری ہو اور اس کے مضامین لوحِ حافظہ پر کندہ نہ ہوں۔

فتنۂ قادیانیت کو جس شدت سے انہوں نے محسوس کیا اور اس کی وجہ سے کرب و بے چینی کی جو کیفیت ان پر طاری ہوئی ہم ایسے پتھر دلوں کے لئے اس کا صحیح اندازہ بھی ممکن نہیں۔ خود شاہ صاحبؒ کا بیان ہے کہ جب اس منحوس فتنے کا چرچا ہوا تو مجھے اندیشہ ہوا کہ اس سے دینِ اسلام میں ایک ایسا رخنہ واقع ہوگا جس کی اصلاح بڑی دشوار ہوگی۔ اس احساس نے مجھے ایسا بے چین اور پریشان کیا کہ راتوں کی نیند حرام ہوگئی۔ مسلسل چھ مہینے تک مجھ پر کرب و اضطراب کی یہ کیفیت طاری رہی، بالآخر اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ بات ڈالی کہ اس فتنے کا سارا طمطراق بادِ ہوا ثابت ہوگا۔ اس القاء کے بعد پریشانی کے سارے بادل چھٹ گئے اور دل کو قرار و سکون ہوا۔

شاہ صاحبؒ نے امتِ مسلمہ کے ذہن کو جھنجوڑا، اسے متنبہ کیا کہ قادیانیت کی حیثیت صرف اسلام کے ایک کجرو گمراہ فرقے کی نہیں، بلکہ قادیانیت کے معنی ہیں، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غداری، اسلام سے بغاوت، انبیاء کرام کی توہین اور امتِ مسلمہ کی تکفیر اور تجہیل و تحمیق۔ قادیانیت نے نئی نبوت کا شاخسانہ کھڑا کرکے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر جارحانہ حملہ کیا ہے۔ اور وہ کفر و ارتداد اور الحاد و باطنیت کے کیل کانٹوں سے لیس ہوکر خدا و رسول سے جنگ لڑنے کے لئے میدانِ کارزار میں اتر آئی ہے، اس لئے ہر فردِ ملت پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ حریم نبوت کی حفاظت کے لئے قادیانیت کے خلاف جہاد کرے، اس سلسلے میں حضرت شاہ صاحبؒ کے ایک طویل عربی قصیدے کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

الا یا عباد اللہ قوموا و قوموا
خطوبا المت ما لهن یدان

اے اللہ کے بندو! اٹھو! اور اسلام پر جو حوادث ٹوٹ پڑے ہیں، انہیں سیدھا کرنے کی تدبیر کرو۔

وحاربه قوم ربهم و نبیه
فقوموا لنصر اللہ اذ هو دان

کچھ لوگ (یعنی قادیانی) اللہ و رسول کے مقابلے میں میدانِ جنگ میں اتر آتے ہیں لہٰذا "اللہ کی مدد" کے لئے اٹھو، کہ وہ بہت قریب ہے۔

وقد عیل صبری فی انتہاک حدودہ

فہل ثم داع او مجیب اذان

حدود خداوندی کو ٹوٹتا دیکھ کر میرا پیمانۂ صبر لبریز ہوگیا، تو کیا یہاں کوئی پکارنے والا یا پکار سننے والا ہے۔؟

واذ عزّ خطب جئت مستنصرا بکم

فہل ثم غوث بالقوم یُدانی

جب پانی سر سے اونچا ہوگیا، تو میں مدد طلبی کے لئے تمہارے پاس آیا ہوں، تو کیا، اے میری قوم! یہاں کوئی مظلوم کی مدد کو آنے والا ہے۔؟

لعمری لقد نبّہت من کان نائما

واسمعت من کانت لہ اذنان

بخدا! میں نے سوتوں کو جگا دیا۔ اور جن کے کان ہیں، ان کے کانوں تک آواز پہنچا دی۔

وناديت قوماً فی فریضۃ ربہم

فہل من نصیر لی من اہل زمان

میں نے مسلمان قوم کو فریضۂ خداوندی کے لئے پکارا ہے۔ تو کیا اہل زمانہ میں سے کوئی ایسا ہے جو میری مدد کو تیار ہو؟

دعوا کل امر واستقیموا لہا معی

وقد عاد فرض العین عند عیان

خدارا سب کچھ چھوڑ کر اس مصیبتِ عظمیٰ کے مقابلے میں اٹھو! کہ اب یہ سب پر فرضِ عین ہوچکا ہے۔

ایسب رسول من اولی العزم فیکم

تکاد السماء والارض تنفطران

اے مسلمانو! تمہاری موجودگی میں ایک اولوالعزم رسول (عیسیٰ علیہ السلام کو قادیانیوں کی جانب سے) گالیاں دی جاتی ہیں (اور تم ٹس سے مس نہیں ہوتے) حالانکہ یہ ایسا سنگین حادثہ ہے کہ اس سے آسمان و زمین پھٹا چاہتے ہیں۔

لاہوری جماعت کی تاریخ تحریک احمدیت جلد دوم میں موجود ہے۔ لاہوری مرزائیوں کے ایک مبلغ جو خطاب یافتہ اور خان بہادر ہیں۔ ووکنگ مسجد لندن میں زنا جیسے قبیح فعل کے مرتکب ہوئے۔ یہ مشن اب مسلمانوں کے پاس ہے۔ لاہوری جماعت مرزائیہ کے ایک اور مبلغ نے سان فرانسسکو میں رقص و سرود کی ایک رنگین محفل میں مصر کے سابق شاہ فاروق کی بہن شہزادی فتحیہ کا نکاح ایک عیسائی ریاض غالی سے پڑھایا۔ یہ دونوں نکاح سے پہلے سول میرج کے ذریعہ رشتہ ازدواج میں منسلک ہو چکے تھے۔ شاہ فاروق کی والدہ ملکہ نازلی نے خصوصی طور پر بشیر احمد منٹو مرزائی کو دعوت دی اور ایک معقول رقم معاوضے کے طور پر دی۔ مصر حکومت نے پاکستانی سفارت خانہ کی معرفت مرزائی مبلغ کو نکاح پڑھوانے سے منع کیا۔ امریکہ میں متعین سفیر مسٹر اصفہانی نے خاص طور پر اسے منع کیا لیکن اس مرزائی مبلغ نے کوئی پرواہ نہ کی۔ اس طرح مصر اور پاکستان کے تعلقات خراب ہوئے۔ اخبار الفضل لکھتا ہے کہ:

"اخبار المصری نے اس مجلس کے رقص و شراب اور عریانی کا معہ متعدد فوٹو دیے جو نقشہ پیش کیا ہے۔ اور ساتھ ہی بشیر احمد صاحب منٹو کی تصویر بھی شائع کی ہے اس کو دیکھ کر اسلام سے محبت رکھنے والے ہر شخص کی آنکھیں شرم سے جھک جاتی ہیں۔ لیکن اہل پیغام کے نزدیک یہ ان کا ایک عظیم الشان تبلیغی کارنامہ ہے۔" العجب ثم العجب۔" (الفضل ربوہ ۲۲ ستمبر ۱۹۵۱ء)

چند ماہ ہوئے لندن کے اخبارات میں ایک اور مرزائی مبلغ کی صاحبزادی کی تصویر چھپی ہے۔ یہ مبلغ محمد طفیل ووکنگ مشن پر آنسو بہانے اور نغمات احمدیت گانے میں مصروف ہیں۔ صاحبزادی صاحبہ نے رقص کرنے میں غیر معمولی صلاحیت دکھائی ہے۔ یہ وہ تبلیغ ہے جسے قادیانی دنیا کے کناروں تک پہنچا رہے ہیں۔

امت مرزائیہ تبلیغ اسلام اور کسر صلیب کے نام پر سادہ لوح مریدوں سے سینکڑوں روپے بٹور رہی ہے اور مبلغین کا ایک گروہ یورپی اور صیہونی سامراج کی سیاسی خدمت انجام دینے کے علاوہ ننگ دین کارناموں میں مصروف ہے۔ کیا ہماری حکومت انہیں باتوں کے لئے قوم کا بیش قیمت زرمبادلہ گوارا کر رہی ہے۔

بقیہ: اساتذہ دارالعلوم | اساتذہ سے علوم عقلیہ حاصل کئے۔ ۱۳۶۳ھ میں دارالعلوم حقانیہ کے شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ سے دورہ حدیث پڑھا۔ فضلاء میں آپ کا نمبر ۲ ہے گویا سابقین میں سے ہیں۔ اس کے بعد مردان اور شمس آباد اٹک میں پڑھاتے رہے۔ شوال ۱۳۷۲ھ سے دارالعلوم حقانیہ میں مدرس ہوئے اور اب تک یعنی مسلسل بیس سال سے اعلیٰ کتابوں کی تدریس میں مشغول ہیں۔ جناب صاحبزادہ صاحب نہایت سادہ متواضع اور بے تکلفی کا نمونہ ہیں۔ مولانا عبدالمالک نقشبندی مجددی سے بیعت ہیں اور ان کے خلیفہ مجاز بھی ہیں۔

نشانئ شان الانبیاء کفر

ومن شك فيه فهذا الاول ثان

انبیاء کرام کی شان میں گستاخی کرنے والا، بیشک وشبہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اور جو شخص اس عقیدے میں شک کرے تو صاف کہو کہ یہ بھی پہلے کا دوسرا۔ (یعنی اسی کے حکم میں) ہے۔

واكفر منه من تنباء كاذبا

وكان انتهت ما امكنت بكان

اور اس سے بدتر کافر وہ ہے جو نبوّت کا جھوٹا دعویٰ کرے، حالانکہ نبوّت اپنی امکانی حد تک پہنچ کر مکمل ہو چکی ہے۔۔۔

ومن ذبّ عنه او تأول قوله

يكفر قطعًا ليس فيه توان

اور جو شخص اس جھوٹے کذّاب کی حمایت کرے یا اس کے قول کی تاویل کرے اسے بغیر کسی رو رعایت کے کافر قرار دے دیا جائے گا۔

وهل في ضروريات دين تأول

بتحريفها الا الكفر عيان

اور "ضروریاتِ دین" میں تحریف کرکے تاویل کرنا کھلا کفر نہیں تو اور کیا ہے۔؟

ومن لم يكفر منكريها فانه

يجر له الانكار يستويان

"ضروریاتِ دین" کے منکر کو کافر نہ کہنے والا، خود منکرین کی صف میں شامل ہے۔

حضرت شاہ صاحبؒ نے قادیانیت سے متعلقہ اہم ترین مسائل پر نہایت بیش قیمت اور بے نظیر کتابیں سپردِ قلم فرمائیں۔ چنانچہ اس سوال پر کہ اسلام اور کفر کے درمیان حدِ فاصل کیا ہے۔؟۔۔۔ آپ نے اکفار الملحدین تالیف فرمائی، جس میں مستند حوالوں سے ثابت کیا کہ اسلام کی وہ تمام باتیں جو تواتر سے ثابت ہیں اور جنکا دینِ محمدی میں داخل ہونا بالکل بدیہی، قطعی اور ہر خاص و عام کو معلوم ہے، انہیں "ضروریاتِ دین" کہا جاتا ہے۔ ان تمام "ضروریاتِ دین" کو من وعن تسلیم کرنا اسلام ہے۔ اور ان میں سے

کسی ایک کا انکار کرنا یا اس میں تاویل کرکے اس کے مفہوم کو بگاڑنا اور اسے نئے معنی پہنانا کفر ہے۔ مثال کے طور پر نماز کو لیجئے، نماز اسلام کا عظیم ترین فریضہ ہے۔ اس کی فرضیت کا اعتقاد فرض، اس کا علم حاصل کرنا فرض اور اس کا انکار کفر ہے۔ یا مثلاً مسواک کو دیکھئے کہ مسواک اسلام میں سنّت ہے اس کے سنّت ہونے کا عقیدہ فرض ہے۔ اس کا علم حاصل کرنا سنت ہے، اور اس کا انکار کفر ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوّت بایں معنی کہ آپؐ کے بعد کسی کو منصب نبوّت سے سرفراز نہیں کیا جائے گا۔ اسلام کا قطعی عقیدہ ہے، اس عقیدے کو اسی مفہوم میں تسلیم کرنا فرض ہے۔ اور اس کا انکار کرنا یا ختم نبوت کے معنیٰ میں تحریف کرکے اسے نئے معنے پہنانا کفر ہے۔ "اکفار" "ایمان و کفر" سے متعلقہ تمام مسائل کو نہایت بسط و تحقیق سے حل فرمایا۔ جس کی روشنی میں نہ صرف قادیانیوں کا بلکہ ہر ملحد و زندیق کا کفر و نفاق عیاں ہو جاتا ہے۔ ختم نبوت کے موضوع پر ایک رسالہ "خاتم النبیین" فارسی زبان میں رقم فرمایا، جس میں منصب ختم نبوت کے بہت سے دقیق پہلوؤں کو نمایاں کیا گیا۔ ایک مبسوط رسالہ "عقیدۃ الاسلام" عربی میں اسلام کے اہم ترین عقیدہ حیات عیسیٰ علیہ السلام پر تالیف فرمایا۔ بقول علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ "ایسی جامع کتاب اس موضوع پر نہیں لکھی گئی"۔

شاہ صاحب فرماتے ہیں: "مجھے امید ہے کہ اس رسالے کی برکت سے انشاء اللہ عیسیٰ علیہ السلام میری شفاعت فرمائیں گے۔" (نفحۃ العنبر) اسی موضوع پر ایک اور رسالہ "التصریح بما تواتر فی نزول المسیح" تالیف فرمایا، جس میں یکصد مرفوع، موقوف احادیث جمع فرمائیں۔ یہ رسالہ بھی اپنے موضوع پر بے نظیر ہے۔

ان علمی مآثر کے علاوہ حضرت شاہ صاحبؒ نے اہل علم کی ایک بڑی جماعت تیار فرمائی اور ان سے مختلف موضوعات پر کتابیں لکھوائیں، اس طرح "ختم نبوت" پر ایک وسیع کتب خانہ وجود میں آیا۔ انجمن خدام الدین لاہور کے عظیم الشان اجلاس میں مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو "امیر شریعت" کا خطاب دے کر ان کے ہاتھ پر بیعت کی اور ختم نبوت کی حفاظت کا مستقل مشن ان کی قیادت میں "احرار اسلام" کے سپرد کیا۔ بہاولپور کے مشہور مسلم قادیانی مقدمہ میں شاہ صاحبؒ نے اسلام اور کفر کی عدالتی جنگ لڑی، جس میں فتح اسلام اور شکست کفار کا ایمان افزاء نظارہ سب نے دیکھا۔ فیصلہ مقدمہ بہاولپور اسی جہاد کا مال غنیمت ہے، جو مسلمانوں کے ہاتھوں میں آج تک محفوظ ہے۔

کشمیر کے دوسرے قابل فخر سپوت علامہ اقبال مرحوم تھے۔ موصوف نے قادیانی مضمرات کو صحیح سمجھا، اس کے سیاسی پس منظر کی وضاحت کی اور اس کے ہولناک نتائج سے قوم کو آگاہ کیا۔ موصوف ہی نے پہلی بار قادیانیوں کو "غداران اسلام" کا خطاب دیا، انہیں مسلم تنظیمی اداروں سے خارج کرایا اور انہیں